سلسلۂ اشاعت ۱ء

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔
(ابن ماجہ)

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

تحصیل وتعلیم علم دین

یعنی دین کا سیکھنا اور سکھانا

اِفادات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب

زین العابدین قاسمی
خادم جامعہ قاسمیہ اشرف العلوم نواب گنج علی آباد
ضلع بہرائچ یوپی
Mo. : 9670660363

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب سے پہلے اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے اپنے بندوں کو اتنی نعمتوں سے نوازا ہے جس کی گنتی کرنا کسی کے بس میں نہیں، اُس کے بعد درود وسلام بھیجتا ہوں اُس معصوم ہستی پر جس کو اُمّی ہونے کے باوجود معلّم انسانیت بنایا گیا، اُس کے بعد اُن کے آل واولاد اور اُن اَصحاب پر بھی جنھوں نے براہِ راست معلم انسانیت سے علم دین حاصل کرکے اُس کو دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

حاضرین کرام! آپ حضرات بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود آج مؤرخہ ۱۵/ رجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۸/ فروری ۲۰۲۱ء بروز اتوار جامعہ قاسمیہ اشرف العلوم نواب گنج علی آباد کے اِس جلسے میں تشریف لائے، اس موقع پر مناسب معلوم ہوا کہ ایک کتابچہ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کردیا جائے بریں بنا چند سطور لکھنے کی جسارت کررہا ہوں۔

سالِ گذشتہ (۱۴۴۱ھ) قصبہ نواب گنج ہی کی صاحب اولاد دو بیوہ خواتین (محترمہ زوجۂ خلیل احمد مرحوم ومحترمہ زوجۂ مستقیم احمد مرحوم) نے مدرسہ ومسجد قائم کرنے کے لیے لوجہ اللہ ۱۷/ بسوہ زمین وقف کی تھی، اور اُسی زمین سے متصل ۵/ بسوہ زمین قیمتاً لی گئی تھی، مجموعی طور پر ۲۲/ بسوہ زمین پر مدرسہ ومسجد قائم کرنے کا ارادہ کیا گیا تھا، اور محترم جناب عبدالحلیم ابن خلیل احمد مرحوم نے مدرسہ کی ذمہ داری راقم السطور کے سر ڈال دی، باوجود اہل نہ ہونے کے توکلًا علی اللہ ذمہ داری قبول کرلی، اور یہ ارادہ کیا کہ معیاری تعلیم وتربیت کا نظام قائم کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

پھر کافی غور وخوض کے بعد حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانیٔ دارالعلوم دیوبند کی طرف نسبت کرتے ہوئے اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار میں مدرسہ کا نام "**جامعہ قاسمیہ اشرف العلوم**" تجویز کیا اور مدرسہ کی سرپرستی کے لیے مفسّر قرآن حضرت مولانا مفتی محمد راشد اعظمی صاحب زید مجدہم استاذ تفسیر وحدیث دارالعلوم دیوبند پر نظر انتخاب جا کر رکی، جب حضرت والا کے سامنے اپنی یہ درخواست زبانی طور پر پیش کی تو آپ نے بخوشی قبول فرمالی اور یہ اشارہ بھی فرمادیا کہ ضرورت پڑی تو حاضر بھی ہوں گا۔

چنانچہ ۱۰ / ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق ۸ / نومبر ۲۰۱۹ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ سرپرست محترم حضرت مولانا مفتی محمد راشد اعظمی صاحب زید مجدہم ہی کے دست اقدس سے جامعہ ہٰذا کی سنگ بنیاد رکھوائی گئی، اور سنگ بنیاد کے اِس مبارک موقع پر ایک جلسہ کا انعقاد بھی کیا گیا، جس میں حضرت والا نے مختصر مگر انتہائی قیمتی اور پُرمغز بیان فرمایا، اور باوجود سامعین کی تعداد کم ہونے کے مدرسہ کے تعاون کے لیے ایک خطیر رقم بھی اکٹھا ہوگئی، اور سامعین کی تعداد کم ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اُس سے اگلے دن یعنی ۹ / نومبر ۲۰۱۹ء کو عدالتِ عظمیٰ (سپریم کورٹ) کی جانب سے بابری مسجد ملکیت مقدمہ کا فیصلہ آنا تھا جس کی وجہ سے پورے ملک میں دفعہ ۱۴۴ نافذ تھا۔

سنگ بنیاد رکھوئے جانے کے بعد تعمیری کام کا آغاز کیا گیا، پھر عالمی وبا کورونا (کووڈ ۱۹) کے سبب پورے ملک میں لاک ڈاؤن نافذ کردیا گیا، جس کی وجہ سے تعمیری کام بھی رکا رہا، پھر جب لاک ڈاؤن کی شرائط میں کچھ نرمی برتی جانے لگی تو ماہ نومبر ۲۰۲۰ء میں دوبارہ تعمیری کام شروع کیا گیا، اور آہستہ آہستہ چاروں طرف سے پانچ پانچ فٹ اونچائی تک بنیاد اٹھ چکی ہے اور ۳۰۰ / اسکوائر فٹ کے ایک کمرے کی چھت بھی پڑ گئی ہے۔ والحمدللہ علیٰ ذالک

چونکہ کورونا وبا کے سبب سال گذشتہ ۲۵ / مارچ ہی سے پورے ملک میں تعلیمی سلسلہ بند تھا، اور اب یکم مارچ ۲۰۲۱ء سے حکومت کی جانب سے چند شرائط (سماجی دوری، ماسک، سینی ٹائزر وغیرہ) کے ساتھ تعلیم شروع کرنے کی اجازت مل چکی ہے، تو جامعہ ہٰذا میں بھی یکم مارچ ۲۰۲۱ء سے تعلیم کا آغاز کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے، اسی کے پیش نظر **"علم کی فضیلت واہمیت"** کے عنوان سے یہ جلسہ منعقد کیا گیا ہے، جس میں آپ حضرات نے علمائے کرام کے قیمتی بیانات کو سماعت فرمایا، اور مزید فائدے کے پیش نظر اس کتابچہ میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "حیوٰۃ المسلمین" سے "تحصیل وتعلیم علم دین یعنی دین کا سیکھنا اور سکھانا" کے عنوان پر ایک اقتباس نقل کررہا ہوں:

۱۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: علم (دین) کا طلب کرنا (یعنی اُس کے حاصل کرنے کی

کوشش کرنا) ہر مسلمان پر فرض ہے۔[1]

فائدہ: اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت ہو، شہری ہو یا دیہاتی ہو، امیر ہو یا غریب ہو، دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے، اور علم کا یہ مطلب نہیں کہ عربی ہی پڑھے؛ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کی باتیں سیکھے خواہ عربی کی کتابیں پڑھ کر، خواہ اردو کی کتابیں پڑھ کر، خواہ معتبر عالموں سے زبانی پوچھ کر، خواہ معتبر واعظوں سے وعظ کہلوا کر، اور جو عورتیں خود نہ پڑھ سکیں اور نہ کسی عالم تک پہونچ سکیں، وہ اپنے مردوں کے ذریعہ سے دین کی باتیں عالموں سے پوچھتی رہیں۔

۲۔ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے ابوذر! (یہ ایک صحابی کا نام ہے) اگر تم کہیں جا کر ایک آیت قرآن کی سیکھ لو یہ تمہارے لیے سو رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے، اور اگر تم کہیں جا کر ایک مضمون علم (دین) کا سیکھ لو، خواہ اس پر عمل ہو یا نہ ہو، یہ تمہارے لیے ہزار رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے۔[2]

اِس حدیث سے علم دین حاصل کرنے کی کتنی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بعضے لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ جب عمل نہ ہوسکا تو پوچھنے اور سیکھنے سے کیا فائدہ؟ یہ غلطی ہے۔ دیکھو! اس میں صاف فرمایا ہے کہ خواہ عمل ہو یا نہ ہو دونوں حالت میں یہ فضیلت حاصل ہوگی۔ اس کی تین وجہیں ہیں: ایک تو یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہوگی تو گمراہی سے تو بچ گیا یہ بھی بڑی دولت ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہوگی تو ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی تو عمل کی بھی توفیق ہو جاوے گی۔ تیسری وجہ یہ کہ کسی اور کو بھی بتلا دے گا، یہ بھی ضرورت اور ثواب کی بات ہے۔

۳۔ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان آدمی (دین کی بات) سیکھے اور اپنے بھائی مسلمان کو سکھلا دے۔[3]

اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ دین کی جو بات معلوم ہوا کرے وہ دوسرے مسلمان بھائیوں کو

---

[1] ابن ماجہ، رقم: ۲۲۴
[2] ابن ماجہ، رقم: ۲۱۹
[3] ابن ماجہ، رقم: ۲۴۳

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

بھی بتلا دیا کرے، اس کا ثواب تمام خیر خیرات سے زیادہ ہے۔

سبحان اللہ! خدا تعالیٰ کی کیسی رحمت ہے کہ ذرا سی زبان ہلانے میں ہزاروں روپے خیرات کرنے سے بھی زیادہ ثواب مل جاتا ہے۔

۴۔حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔[1]

اِس کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو بھلائی (یعنی دین کی باتیں) سکھلاؤ۔[2] اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی بچوں کو دین کی باتیں سکھلانا فرض ہے، نہیں تو انجام دوزخ ہے۔ (یہ سب حدیثیں کتاب ترغیب سے لی گئی ہیں)

۵۔ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ ایمان والے کے عمل اور نیکیوں میں سے جو چیز اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو پہنچتی رہتی ہے ان میں یہ چیزیں بھی ہیں: ایک علم (دین) جو سکھلایا گیا ہو (یعنی کسی کو پڑھایا ہو یا مسئلہ بتلایا ہو) اور اس (علم) کو پھیلایا ہو، (مثلاً دین کی کتابیں تصنیف کی ہوں یا ایسی کتابیں خرید کر وقف کی ہوں یا طالب علموں کو دی ہو یا طالب علموں کو کھانے کپڑے کی مدد دی ہو جن سے علم دین پھیلے گا اور یہ بھی مدد دی کہ اس پھیلانے میں ساجھی ہو گیا) اور دوسرے نیک اولاد جس کو چھوڑ کر مَرا ہو (اور بھی کئی چیزیں فرمائیں)۔[3]

۶۔ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے: کسی اولاد والے نے اپنی اولاد کو کوئی دینے کی چیز ایسی نہیں دی جو اچھے ادب (یعنی علم) سے بڑھ کر ہو۔[4]

۷۔ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے: جو شخص تین بیٹیوں کی یا اسی طرح تین بہنوں کی عیال داری (یعنی ان کی پرورش کی ذمہ داری) کرے پھر ان کو ادب (علم) سکھلاوے اور ان پر مہربانی

---

[1] سورۂ طلاق: ۶

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

[2] حاکم

[3] ابن ماجہ وبیہقی

[4] ترمذی

کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو بے فکر کر دے (یعنی ان کی شادی ہو جاوے جس سے وہ پرورش سے بے فکر ہو جاویں) اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے جنت کو واجب کر دے گا۔ ایک شخص نے دو کی نسبت پوچھا؟ آپ نے فرمایا: دو میں بھی یہی فضیلت ہے، ایک شخص نے ایک کی نسبت پوچھا؟ آپ نے فرمایا: ایک میں بھی یہی فضیلت ہے۔ [1] (یہ حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں)

فائدہ: اِن حدیثوں میں، اور اسی طرح بہت سی حدیثوں میں علم دین اور تعلیم دین یعنی دین سیکھنے اور سکھلانے کا ثواب اور اس کا فرض ہونا مذکور رہے، اصل سیکھنا اور سکھلانا تو وہی ہے جس سے آدمی عالم یعنی مولوی بن جاوے، مگر ہر شخص کو نہ اتنی ہمت اور نہ اتنی فرصت، اس لیے میں دین سیکھنے اور سکھلانے کے ایسے آسان طریقے بتلاتا ہوں جس سے عام لوگ بھی اس فرض کو ادا کر کے ثواب حاصل کر سکیں۔ تفصیل ان طریقوں کی یہ ہے کہ:

۱۔ جو لوگ اردو حرف پہچان سکتے اور پڑھ سکتے ہیں یا آسانی سے اردو پڑھنا سیکھ سکتے ہیں تو وہ ایسا کریں کہ اردو زبان میں جو معتبر کتابیں دین کی ہیں جیسے: بہشتی زیور اور بہشتی گوہر اور تعلیم الدین اور قصد السبیل اور تبلیغ دین اور تسہیل المواعظ کے سلسلے کے وعظ جتنے مل جاویں ان کتابوں کو کسی اچھے جاننے والے سے سبق کے طور پر پڑھ لیں اور جب تک کوئی ایسا پڑھانے والا نہ ملے ان کتابوں کو خود دیکھتا رہے اور جہاں سمجھ میں نہ آوے یا کچھ شبہ رہے وہاں پنسل وغیرہ سے کچھ نشان کر دے، پھر جب کوئی اچھا جاننے والا مل جائے اس سے پوچھ لے اور سمجھ لے، اور اس طرح جو حاصل ہو وہ مسجد یا بیٹھک میں بیٹھ کر دوسروں کو بھی پڑھ کر سنا دیا کرے، اور گھر میں آ کر اپنی عورتوں اور بچوں کو سنا دیا کرے، اسی طرح جنھوں نے مسجد یا بیٹھک میں سنا ہے وہ بھی اس کو اپنے دھیان میں چڑھا کر جتنا یاد رہے اپنے گھروں میں آ کر گھر والوں کو سنا دیا کریں۔

۲۔ اور جو لوگ اردو نہیں پڑھ سکتے وہ کسی اچھے لکھے پڑھے سمجھدار آدمی کو اپنے یہاں بلا کر اس سے اسی طرح وہی کتابیں سن لیا کریں اور دین کی باتیں پوچھ لیا کریں، اگر ایسا آدمی ہمیشہ رہنے کے لیے تجویز ہو جاوے تو بہت ہی اچھا ہے، اگر اس کو کچھ تنخواہ بھی دینا پڑے تو سب آدمی تھوڑا تھوڑا

---

[1] شرح السنہ

چندہ کے طور پر جمع کر کے ایسے شخص کو تنخواہ بھی دے دیا کریں، دنیا کے لیے بے ضرورت کاموں میں سیکڑوں، ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہو، اگر دین کی ضروری بات میں تھوڑا سا خرچ کر دو تو کوئی بڑی بات نہیں، مگر ایسا آدمی جو تم کو دین کی باتیں بتلاوے، اور ایسی کتابیں اپنی عقل سے تجویز مت کرنا؛ بلکہ کسی اچھے اللہ والے عالم سے صلاح لے کر تجویز کرنا۔

۳ ایک کام پابندی سے کریں کہ جب کوئی کام دنیا کا یا دین کا کرنا ہو جس کا اچھا یا برا ہونا شرع سے نہ معلوم ہو اس کا دھیان کر کے کسی اللہ والے عالم سے ضرور پوچھ لیا کریں، اور وہ جو بتلا دے اُس کو خوب یاد رکھے، اور دوسرے مردوں اور عورتوں کو بھی بتلا دیا کریں، اور اگر ایسے عالم کے پاس جانے کی فرصت نہ ہو تو اس کے پاس خط بھیج کر پوچھ لیا کریں، اور جواب کے واسطے ایک لفافے پر اپنا پتہ لکھ کر یا لکھوا کر اپنے خط کے اندر رکھ دیا کریں کہ اِس طرح سے جواب دینا اور عالم کو آسان ہو گا اور جلدی آوے گا۔ (اور آج کے دور میں تو خط کی جگہ موبائل سے کام لے سکتے ہیں۔ ناقل)

۴ ایک اِس بات کی پابندی رکھیں کہ کبھی کبھی اللہ والے عالموں سے ملتے رہیں، اگر ارادہ کر کے جائیں تو بہت ہی اچھی بات ہے، اور اگر اتنی فرصت نہ ہو اور ایسا عالم بھی پاس نہ ہو، جیسے گاؤں والے ایک طرف پڑے رہتے ہیں تو جب کبھی شہروں میں کسی کام کو جانا ہو اور وہاں ایسا عالم موجود ہو تو تھوڑی دیر کے لیے اس کے پاس جا کر بیٹھ جایا کریں، اور کوئی بات یاد آجائے تو پوچھ لیا کریں۔

۵ ایک کام ضروری سمجھ کر یہ کیا کریں کہ کبھی کبھی مہینہ دو مہینے میں کسی عالم کی صلاح سے کسی وعظ کہنے والے کو اپنے گاؤں یا اپنے محلے میں بلا کر اس کا وعظ سنا کریں جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف دل میں پیدا ہو، اس سے دین پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

یہ مختصر بیان ہے دین کے سیکھنے کے طریقوں کا، اور طریقے بھی کیسے۔ بہت آسان، اگر پابندی سے ان طریقوں کو جاری رکھیں گے تو دین کی ضروری باتیں بے محنت حاصل ہو جاویں گی۔ اور اس کے ساتھ دو باتوں کا اور خیال رکھیں کہ وہ بطور پرہیز کے ہیں:

ایک یہ کہ کافروں کے اور گمراہوں کے جلسوں میں ہرگز نہ جاویں، اوّل تو کفر کی اور گمراہی کی

باتیں کان میں پڑنے سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے،، دسرے بعض دفعہ ایمان کے جوش میں ایسی باتوں پر غصہ آجاتا ہے، پھر اگر غصہ ظاہر کیا تو بعض دفعہ فساد ہو جاتا ہے، بعض دفعہ اس فساد سے دنیا کا بھی نقصان ہو جاتا ہے، بعض دفعہ مقدمہ کا جھگڑا کھڑا ہو جاتا ہے جس میں وقت بھی خرچ ہو جاتا ہے اور روپیہ بھی، یہ سب باتیں پریشانی کی ہیں، اور اگر غصہ ظاہر نہ کر سکے تو دل ہی دل میں گھٹن اور رنج پیدا ہوتا ہے، خواہ مخواہ بیٹھے بٹھلائے غم خریدنا کیا فائدہ؟

دوسری بات یہ ہے کہ کسی سے بحث مباحثہ نہ کریں کہ اس میں بھی اکثر ویسی ہی خرابیاں ہو جاتی ہیں جن کا ابھی بیان ہوا، اور ایک بڑی خرابی اِن دونوں باتوں میں اور ہے جو سب خرابیوں سے بڑھ کر ہے، وہ یہ کہ ایسے جلسوں میں جانے سے یا بحث کرنے سے کوئی بات کفر کی اور گمراہی کی ایسی کان میں پڑ جاتی ہے جس سے خود بھی شبہ پیدا ہو جاتا ہے، اپنے پاس اتنا علم نہیں جو اس شبہ کو دل سے دور کر سکے، تو ایسا کام کیوں کرے جس سے اتنا بڑا نقصان ہونے کا ڈر ہو، اور اگر کوئی خواہ مخواہ بحث چھیڑنے لگے تو سختی سے کہہ دو کہ ہم سے ایسی باتیں مت کرو، اگر تم کو پوچھنا ہی ضروری ہو تو عالموں کے پاس جاؤ! اگر ان سب باتوں کا خیال رکھو گے تو دوا اور پرہیز کو جمع کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ دین کے تندرست رہو گے۔ کبھی دین کی بیماری نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ (حیوۃ المسلمین، ص: ۱۵ تا ۱۹)

زیادہ مدرسے کھلنے پر بعض لوگوں کے اعتراض کا جواب

”مدرسہ دار العلم ہے، اور دین کے لیے علم کی ضرورت ہے، تو جتنے دار العلم زیادہ ہوں گے اُتنے ہی دین کو قُوّت ہوگی، اور اِس کی نظیر بھی موجود ہے۔ دیکھئے! ایک شہر میں؛ بلکہ ایک قصبہ میں مسجدیں مُتعدِّد (کئی) ہوتی ہیں اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا؛ بلکہ کسی کا دل نہیں کھٹکتا، پھر مدارِس نے کیا قصور کیا ہے؟ مسجد دارُ العمل ہے، اور مدارِس دارُ العلم، تو جیسے دار العمل کا تَعدُّد (کئی ہونا) مُضر (نقصان دہ) نہیں؛ بلکہ مسلمانوں کے لیے آرام دہ ہے اور ترقئ دین کی علامت ہے، ایسے ہی دارُ العلم (یعنی مدارس) کا تعدُّد (کئی ہونا) بھی دین کے لیے مُفید اور علامتِ ترقی ہونا چاہیے؛ لیکن عجیب بات ہے کہ مَساجِد کے تعدُّد سے کوئی نہیں کھٹکتا اور مدارس کے تعدُّد سے کھٹکتے ہیں“ (خطبات حکیم الامت، حقوق وفرائض ج ۴)